سوال

(356) مجبوری میں طلاق دینا

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ساہیوال سے بشیر احمد لکھتے ہیں ۔ کہ میں اپنی بیوی کو آباد کرنا چاہتا ہوں ۔ لیکن میرے والد اور سسر نے زبردستی مجھ سے طلاق پر دستخط کروالیے ہیں حالانکہ میں نے طلاق نہیں دی اور نہ ہی طلاق دینے کا ارادہ ہے ۔ کیا اس طرح طلاق ہوجاتی ہے ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علىٰ رسول اللہ، أما بعد!

بشرط صحت سوال واضح ہوکہ صورت مسئولہ میں سائل اس انداز سے دی ہوئی طلاق کو جبری طلاق سمجھتا ہے جیسے فقہی اصطلاح میں '' طلاق المکرہ'' کہا جاتا ہے ۔ اس بنا پر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جبر واکراہ کی حدود کو ذرا تفصیل سے بیان کردیا جائے تاکہ اس کی روشنی میں مذکورہ طلاق کا جائزہ لیا جائے کہ وہ اس ضمن میں آتی ہے یا نہیں ؟ فقہاء نے اکراہ کی دو اقسام بیان کی ہیں :

1 ۔ اکراہ تام :

اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان اس حد تک مجبور ہوجائے کہ اس کی رضا معدوم اور اس کے اختیارات سلب ہوجائیں مثلاً اسے یا اس کے کسی عزیز کو قتل یا جسم کے کسی عضو کو بے کار دینے کی دھمکی یا ایسی مار کی دھمکی دی جائے جس سے جان جانے کا اندیشہ ہو اس قسم کے اکراہ کی موجودگی میں کیا جانے والا کوئی فعل (خواہ اطلاق ہو) اپنے نتائج کے لحاظ سے بے اثر رہے گا ۔

2 ۔ اکراہ ناقص :

اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کسی وقت اس حد تک مجبور ہوجائے کہ اس کی رضا تو معدوم ہو لیکن اس کے اختیارات سلب ہونے کے بجائے فاسد اور خراب ہوجائیں مثلاً : ایسی دھمکی دی جائے جس سے جان جانے یا جسم کے کسی عضو کے ضائع ہوجانے کا کوئی اندیشہ نہ ہو مثلاً مار پیٹ یا قید کی دھمکی دی جائے جس سے جان جانے یا جسم کے کسی عضو کے ضائع ہوجانے کا کوئی اندیشہ نہ ہو مثلاً مار پیٹ یا قید کی دھمکی وغیرہ ۔ ایسے حالات میں کیا جائے والا فعل نتائج کے لحاظ سے بے اثر نہیں ہوگا ۔

اکراہ میں یہ بھی ضروری ہے ۔ کہ مجبور کرنے والا شخص دھمکی کو عملی شکل دینے پر قادر بھی ہو اس طرح جس شخص کو مجبور کیا جارہا ہے ۔ اسے بھی یقین ہو کے دھمکی دینے والا شخص اس

فعل کو کر گزرے گا جس کی اس نے دھمکی دی ہے اکراہ کی ان شرائط کی عدم موجودگی میں شرعاً اکراہ ثابت نہیں ہوگا۔ صورت مسئولہ میں ''زبردستی'' کا مفہوم اگر یہ ہے کہ سائل کو قتل ہونے کا ڈر تھا یا اسے اپنے کسی عضو کے تلف ہونے کا اندیشہ تھا۔ اس لئے طلاق نامہ پر دستخط کئے ہیں تو ایسے حالات میں طلاق واقع نہ ہوگی۔ بصورت دیگر طلاق واقع ہو چکی ہے۔ اگر طلاق رجعی ہے۔ تو دوران عدت رجوع ہو سکتا ہے۔ اور عدت گزرنے کے بعد بھی تجدید نکاح سے رجوع ممکن ہے والد یا سسر کا یہ کہہ دینا جبر نہیں ہوگا۔ اگر اس کے پس منظر میں کوئی شرعی وجوہ نہیں تو انہیں سمجھایا جاسکتا ہے واضح رہے کہ جبر صرف قتل یا عضو کے ضیاع کے اندیشہ سے ثابت ہوتا ہے اس کے علاوہ والد اور سسر دونوں ہی عام طور پر بیٹے کے خیر خواہ ہوتے ہیں وہ بیٹے سے جبری طلاق لے کر دوبارہ اس کی شادی کے اخراجات برداشت کرن کے قطعاً خواہاں نہیں ہوتے۔ لہذا مذکورہ صورت میں طلاق کا نافذ کر دینا ہی مناسب معلوم ہوتا ہے۔ (واللہ اعلم)

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاوی اصحاب الحدیث

جلد:1 صفحہ:369